مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

انسان کی سب
آرزوئیں پوری ہونے
والی نہیں۔ حضرت عمرؓ

جلد ۲
شمارہ ۱۹

۲۱ تا ۲۷ اکتوبر
۱۹۸۳ء

۱۴ تا ۱۹ محرم الحرام
۱۴۰۴ھ

شمائلِ نبوی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سالن کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ تھا۔ مسند احمد میں اس روایت کے ہم معنی ابورافع سے منقول ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ قصہ دونوں کے ساتھ پیش آیا۔ اس میں کچھ استعجاب نہیں اس قسم کے واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات میں بکثرت ملتے ہیں۔ چند واقعات قاضی عیاضؒ نے شفا میں ذکر کیے ہیں۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت ابوبکرؓ کی دعوت کی اور اتنا کھانا تیار کیا کہ جو دو آدمیوں کو کافی ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ شرفاء انصار میں سے تیس آدمیوں کو بلاؤ۔ وہ بلا کر لے آئے اور ان کے کھانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ساٹھ آدمیوں کو اور بلا کر لاؤ۔ ان کے فارغ ہونے کے بعد اوروں کو بلایا۔ غرض ایک سو اسی نفر کو یہ کھانا کافی ہوگیا۔ حضرت سمرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہیں سے ایک پیالہ میں گوشت آیا اور صبح سے لے کر رات تک مجمع آتا رہا اور اس میں سے کھاتا رہا۔ حضرت ابوہریرہؓ کے پاس ایک تھیلی میں چند کھجوریں دس سے کچھ زیادہ تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ چند کھجوریں اس تھیلی میں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس تھیلی میں سے تھوڑی سی نکالیں اور ان کو پھیلایا اور دعا پڑھی اور فرمایا کہ دس دس نفر کو بلاتے رہو اور کھلاتے رہو اس طرح پورے لشکر کو کافی ہوگئیں اور جو بچیں وہ حضرت ابوہریرہؓ کو واپس کردی گئیں اور ارشاد فرمایا کہ اس تھیلی میں سے نکال کر کھاتے رہنا اس کو الٹ کر خالی نہ کرنا۔ چنانچہ یہ اس میں سے نکال کر کھاتے رہتے تھے۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرات شیخینؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں نکال کر کھائی۔ اور متفرق اوقات میں اس میں سے نکال کر صدقہ بھی کرتا رہتا تھا۔ جس کی مقدار کئی من ہوگئی ہوگی۔ لیکن حضرت عثمانؓ کی شہادت کے حادثہ کے وقت وہ کسی نے مجھ سے زبردستی چھین لی اور مجھ سے جاتی رہی۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ولیمہ میں میری والدہ نے مالیدہ تیار کیا اور ایک پیالہ میں میرے ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پیالے کو رکھ دو اور فلاں فلاں شخص کو بلا لاؤ اور جو تمہیں ملے اس کو بھی بلا لینا میں ان لوگوں کو بلا کر لایا۔ اور جو ملتا رہا اس کو بھی بھیجتا رہا۔ حتیٰ کہ تمام مکان اور اہل صفہ کے رہنے کی جگہ سب آدمیوں سے پُر ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دس دس آدمی حلقہ بنا کر بیٹھے رہیں اور کھاتے رہیں۔ جب سب شکم سیر ہوگئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اس پیالہ کو اٹھا لو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ پیالہ ابتداء میں زیادہ بھرا ہوا تھا یا جس وقت میں نے اس کو اٹھایا۔ اس وقت زیادہ پُر تھا غرض اس قسم کے بہت سے واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آئے ہیں۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ یہ واقعات بڑے بڑے مجموں میں پیش آئے ہیں۔ ایسے واقعات کو خلاف واقعہ نقل کرنا بہت زیادہ دشوار ہے۔ اور جو لوگ ان واقعات میں شریک تھے۔ وہ خلاف واقعہ نقل پر سکوت نہیں کر سکتے تھے۔ حدیث بالا میں حضرت

باقی صفحہ 9 پر

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

فی پرچہ ۱۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے بیرون ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۴۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۴۰ روپیہ
افریقہ	۲۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع۔ کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی

مقام اشاعت۔ ۲۰/A سائٹ ڈیمنشن ایم اے جناح روڈ۔ کراچی

فہرست

۱۔ خصائل نبوی۔
حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ ۲

۲۔ ابتدائیہ۔
عبدالرحمٰن یعقوب باوا ۵

۳۔ متنبی قادیان کی ذلت۔
مولانا تاج محمد صاحب ۷

۴۔ اسلام اور مغرب۔
مولانا ابوالحسن علی ندوی ۱۰

۵۔ موتی۔
محمد عبدالستار واحدی ۱۷

۶۔ ذکر و فکر۔
ملفوظات حکیم محمد اختر ۲۱

۷۔ منقبت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
مسلم غازی

جلد ۲ شمارہ ۱۹

شعبۂ کتابت:۔ حافظ عبدالستار واحدی
غلام نبی نجم

ملّتِ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ ــــ ختم نبوت

SAFI
صافی
خون صاف کرنے کی قدرتی دوا
ہمدرد دواخانہ (وقف) پاکستان
صاف اور صحت بخش خون ہی
انسان کی اچھی صحت کا ضامن ہوتا ہے۔
خون میں فاسد مادوں کی پیدائش سے پھوڑے پھنسیاں،
خارش، دانے اور مہاسے وغیرہ جسم پر نمودار ہونے لگتے ہیں۔
ہمدرد کی صافی خون کو صاف اور صحت مند رکھتی ہے۔
صافی کا باقاعدہ استعمال جلدی بیماریوں
سے محفوظ رہنے اور خون کی صفائی کا مفید ذریعہ ہے۔
جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ
صافی
سے خون بھی صاف
جلد بھی صاف
ہمدرد
ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں
ادبِ اخلاق
بدزبانی ذہن کا سرطان ہے
ADARTS HSF-1/82

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

علماء کرام کی توہین ناقابل برداشت ہے

ایک قادیانی طائفہ مرزا طاہر پریذیڈنٹ آف قادیانی پارٹی کی سربراہی میں بیرون ملک اپنے روایتی فن کا مظاہرہ کرنے میں مصروف ہے۔ قادیانی روزنامہ الفضل کی اطلاع کے مطابق یہ طائفہ اب آسٹریلیا میں ہے، جہاں مرزا طاہر نے اپنی پارٹی کے نئے ایک نئے "مرتد خانے" کی سنگ بنیاد رکھی۔ مرزائی ہماری باتوں کا برا نہ منائیں اور ہم پر لفظ طائفہ کے استعمال سے برہم ہی نہ ہوں۔ اس لئے کہ قادیانی ہفت روزہ "لاہور" نے اس کی طرح ڈالی ہے چنانچہ ہفت روزہ "لاہور" ۴ اگست تا ۱۰ اگست ۱۹۸۳ء جلد ۲۲ شمارہ ۳۲ میں ہے:

"پچھلے دنوں دو مختلف فرقوں کے علماء کے دو طائفے برطانیہ اور یورپ کے دورے پر تشریف لے گئے تھے، اب ان کی اسلامی و تبلیغی خدمات کے نتائج مساجد میں فسادات کی شکل میں ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے "فرقہ وارانہ تصادم کے بعد لندن میں ۱۵ پاکستانی گرفتار" کے عنوان سے روزنامہ جنگ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۸۳ء کی ایک خبر ہے:
لندن (نمائندہ جنگ) آج پولیس نے دو مختلف جگہوں سے پندرہ پاکستانیوں کو گرفتار کیا۔ ان پر مقامی مسجد میں ہونے والے فرقہ وارانہ جھگڑوں میں ملوث ہونے کا الزام ہے.....
علماء سو کی پیدا کردہ اس صورت حال پر ایک سچا اسلام پرست، انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے"؟

اس فرقہ وارانہ تصادم پر مرزائیوں کو بغلیں بجانے کی ضرورت نہیں۔ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف فرقے بظاہر الگ نظر آتے ہیں لیکن یہ تمام فرقے ایک ہی درخت کی کئی شاخیں ہیں۔ اس کے علاوہ ان تمام فرقوں کا قادیانیوں کے کفر پر اجماع ہے۔

ہم قادیانیوں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا تمہارے اندر شدید اختلافات نہیں؟ کیا تم وہ دن بھول گئے جب حکیم نورالدین کے مرنے پر قادیان میں طوفان برپا ہوا تھا اور اس کی پاداش میں بے چارے مسٹر محمد علی قادیانی کو قادیان کو خیرباد کہہ کر لاہور جانا پڑا۔ ان کی پارٹی پر کیا کیا ظلم ایسے تھے جو ڈھائے نہیں گئے اور اب تھوڑے عرصے کی بات ہے مرزا ناصر کے مرنے پر ایک طرف گروہ ماتم کدہ بنا

ہوا تھا تو دوسری طرف اقتدار کی جنگ جاری تھی۔ قادیان اور ربوہ کی تاریخ ابھی نہیں کہ اس پر پردہ ڈالا جائے "لاہوری" اگر شرافت کا دامن چھوڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کی نقش زبان میں باتیں کرنے اور دریدہ دھنی کا عادی ہو چکا ہے تو مجبوراً ہمیں بھی وہ پرانی داستانیں چھیڑنی پڑیں گی جن کی وہ سننے کی تاب نہیں لا سکیں گے ہمارے پاس تو بہت سی حکایتیں مرزائیوں کی انکی ہاتھ کی لکھی ہوئی موجود ہیں

"لاہوری" نے ہمارے علمائے کرام کو "علمائے سو" کے خطاب سے نوازا ہے، شاید اس لئے کہ یہی علمائے کرام ہیں جو ان کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں اور حق کا پرچم بلند کئے ہوئے ہیں۔ ہمارے نزدیک 'علمائے سو' قادیانی مربی، (قادیانی پوپ) ہیں جو لوگوں کو دھوکہ و فریب دیتے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے اپنی امت کو دھوکہ و فریب اور گالیوں کے سوا اور کیا سکھایا؟ خود مرزائی' مرزا غلام احمد کی پچاس الماریوں پر مشتمل کتابیں پڑھ لیں۔

ماضی میں علمائے کرام کو ہمارے معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا اور آج بھی دیکھا جاتا ہے ان کے سینوں میں قرآن و حدیث کا دریا موجزن ہے۔ علمائے کرام کے وقار سے کھیلنا کچھ اچھی بات نہیں، وہ دن گئے جب ہم انگریز کے غلام تھے اور مرزا غلام احمد قادیانی' اپنے آقا کی سرپرستی میں علمائے کرام کو مغلظ گالیاں دیتا تھا لیکن اب ہم ایسی حرکتوں کو برداشت نہیں کر سکتے۔

ہمارے ایک دوست نے ایک اور بھی اسی رنگ کا اخبار "لاہوری" ہمیں ارسال کیا ہے یہ کارستانی کسی کی ہے ہر کسی ابو نعمان نامی کا تحریر کردہ ہے۔ جس کو ہم کسی اور وقت کے لئے چھوڑتے ہیں۔

ہم اس سلسلے میں حکومت سے عرض کریں گے کہ وہ قادیانی اخبار کو بے لگام نہ چھوڑے۔ ایک اسلامی ملک میں جہاں موجودہ حکومت علماء کرام کا وقار بلند کرنے میں لگی ہوئی ہے ___ علماء کرام کی ہتک ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے۔

ہمیں اُمید ہے کہ حکومت پنجاب سنجیدگی سے ہمارے مطالبات پر غور کرے گی اور مرزائی اخبارات کا ڈیکلریشن منسوخ کر کے قوم کا دیرینہ مطالبہ پورا کرے گی۔

آخر میں یہاں ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ "طائفہ" کے معنی عربی میں گروہ' جماعت، قوم اور فرقہ کے آتے ہیں جبکہ اُردو میں جو معنی لغت کی کتابوں میں درج ہے، وہ رنڈی۔ کنچنی اور اس کے ہمراہی ناچنے گانے والوں کا گروہ۔ مرزائیوں نے یہ لفظ علمائے کرام کا تمسخر اڑاتے ہوئے اور اپنی عادت کے مطابق علمائے کرام کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔

علماء کنونشن اور قادیانی مسئلہ

ایک اخباری اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ ۲۶ر اکتوبر کو اسلام آباد میں علماء کنونشن منعقد کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ وفاقی مذہبی امور جناب الحاج حاجی خان عباسی نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ گزشتہ علماء کنونشن میں منظور کی جانے والی متعدد سفارشات پر حکومت نے عملدرآمد کر دیا ہے۔

ہم اس سلسلے میں وفاقی وزیر محترم جناب الحاج حاجی خان عباسی کی خدمت میں یہ عرض کریں گے کہ گزشتہ علماء

متنبیٔ قادیاں کی ذلت و رسوائی

حضرت مولانا تاج محمد مدرس قاسم العلوم
فقیر والی

۱۹۸۲ء کے جلسے سالانہ ربوہ پر قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر پر پروگرام کے تحت سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ سوال و جواب ٹیپ ریکارڈ کیسٹوں میں بھرے گئے۔ اور ربوہ کی طرف سے وہ کیسٹیں ہزاروں کی تعداد میں اندرون ملک و بیرون ملک بھیجی گئیں۔ مختلف قسم کے سوالات تھے۔ ان سوالات میں سے مرزا طاہر پر ایک سوال یہ بھی کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب (یعنی مرزا غلام احمد) کی کوئی کرامت بتاؤ؟

مرزا طاہر نے جواب دیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی بے شمار کرامات میں سے ایک کرامت یہ بھی ہے کہ جب مسلمان علماء نے بھی آپ کی بے شمار مخالفت کی۔ ہندوؤں نے بھی، سکھوں نے بھی۔ اور عیسائیوں نے بھی اور ایک شور قیامت برپا ہو گیا مخالفت میں۔ تو اس وقت کے علماء نے یہ آواز اٹھائی کہ ہم تیری آواز کو دبا دیں گے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے کہا کہ میں نے تمہیں اٹھایا تھا اور میں ہی تمہیں گراؤں گا۔ اور ایسا ذلیل و رسوا کروں گا کہ دنیا والے عبرت پکڑیں گے۔ اور پنڈت لیکھرام پشاوری نے کہا کہ باہر کی باتیں کرتا ہے۔ میں خبر دے رہا ہوں کہ قادیان میں تین برس کے عرصہ کے اندر اندر ایسا گمنام اور رسوا ہو جائے گا کہ پوچھنے والے بتا نہیں سکیں گے کہ یہ کون شخص تھا۔ اور اگر کچھ نام رہا تو ذلت اور رسوائی کے ساتھ رہے گا۔ لیکن مرزا صاحب کی عمر بھر ذلت ہوئی نہ رسوائی۔ یہ بھی مرزا صاحب کی کرامت ہے۔

جواب

مرزا طاہر مسیح قادیان مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے ہیں۔ اپنے دادا جان کی کرامات بیان کرتے ہوئے کہنے کو تو ان کی تعریف میں اور بھی بہت کچھ کہہ گئے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مولانا محمد حسین بٹالوی اور پنڈت لیکھرام پشاوری کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ بالکل صحیح ثابت ہوئے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ خود مرزا غلام احمد کی تحریریں ہی بولتی ہیں کہ وہ زندگی بھر ذلیل اور رسوا ہی ہوتے رہے۔

(۱) مرزا غلام احمد کی شادی نومبر ۱۸۸۴ء میں ہوئی تھی۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو مرزا صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا اور پیشگوئی کی کہ میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے بعد بعض با برکت عورتیں تیرے نکاح میں آئیں گی۔ لیکن اس کے برعکس مرتے دم تک مرزا صاحب کے نکاح میں ایک عورت بھی نہ آئی۔ پیشگوئی غلط نکلی اور مرزا صاحب ذلیل و رسوا ہوئے۔

(۲) مرزا صاحب نے پیشگوئی کی کہ میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ پیر منظور محمد کے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے ۹ نام ہوں گے۔ لیکن لڑکے کی بجائے لڑکی پیدا ہوئی۔

(۳) مرزا صاحب کی بیوی حاملہ تھیں۔ آپ نے ۱۹۰۳ء میں اپنی کتاب "مواہب الرحمٰن" کے صفحہ ۱۳۹ پر لکھا کہ میرے چار لڑکے ہیں۔ اور اب خدا نے مجھے پانچویں کی

بشارت دی ہے۔ لیکن لڑکے کی بجائے لڑکی پیدا ہوئی۔ اور مرتے دم تک مرزا صاحب کے گھر کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا۔ مرزا صاحب کی ذلت اور رسوائی ہوئی۔

(۴) مرزا صاحب نے اپنی کتاب "تحفہ ندوہ" کے ص۲ پر لکھا کہ میرے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ تیرے لئے بھی اسی برس کی زندگی کی پیشگوئی ہے۔ لیکن اُس کے برعکس ۶۸ برس کی عمر میں ہی نہیک اجل کا شکار ہوگئے۔ پیشگوئی غلط نکلی۔ مرزا صاحب ذلیل اور رسوا ہوئے۔

(۵) مرزا صاحب نے پیشگوئی کی کہ مولوی محمد حسین بٹالوی مجھ پر ایمان لے آئے گا۔ لیکن مولوی محمد حسین نے مرتے دم تک مرزا صاحب کی بیعت نہ کی۔ اور تا دم مرگ مرزا صاحب کی نصرت کے بجائے ادبیرہ رہا۔ مرزا صاحب ذلیل اور رسوا ہوئے۔

(۶) مرزا صاحب اپنی آخری کتاب "چشمہ معرفت" (جو ان کے مرنے سے صرف گیارہ دن پہلے شائع ہوئی) کے ص۳۲۲ پر لکھتے ہیں "کئی دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل کھڑے ہو کر ہلاک ہو گئے۔ اور ان کا نام و نشان نہ رہا۔ اب آخری دشمن ایک اور پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام عبدالحکیم خاں ہے۔ اور وہ ڈاکٹر ہے۔ ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔ جس کا دعویٰ ہے کہ میں (یعنی مرزا غلام احمد) ۴ راگست ۱۹۰۸ء تک مر جاؤں گا۔ اور یہ اس کی (یعنی ڈاکٹر صاحب کی) سچائی کا ایک نشان ہوگا۔ یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں اس کی زندگی میں ۴ راگست ۱۹۰۸ء تک مر جاؤں گا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس کی پیشگوئی کے مقابل مجھے خبر دی ہے کہ وہ (یعنی ڈاکٹر عبدالحکیم) خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ اور خدا اس کو ہلاک کرے گا۔ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے۔ خدا اس کی مدد کرے گا"

لیکن ہوا کیا؟

مرزا صاحب ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی کے عین مطابق ۴ راگست ۱۹۰۸ء سے پہلے پہلے مرگئے۔ اور ڈاکٹر عبدالحکیم مرزا صاحب کے مرنے کے گیارہ برس بعد تک زندہ رہا۔ ۱۹۱۹ء میں فوت ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی سچی نکلی اور مرزا صاحب کی جھوٹی۔ مرزائیوں کے لئے مرزا صاحب کی کتاب "چشمہ معرفت" کا ۳۲۲ صفحہ مرزا صاحب کی ذلت اور رسوائی کا قیامت خیز زلزلہ بنا ہوا ہے۔

(۷) "تذکرہ طبع اول ص۳۸ پر مرزا صاحب کا ایک الہام درج ہے بِکْرٌ وَّ ثَیِّبٌ مرزا صاحب اس الہام کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ میرے خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ دو عورتیں تیرے نکاح میں لاؤں گا۔ ایک کنواری ہوگی دوسری بیوہ۔ مرزا صاحب اپنی کتاب تریاق القلوب کے ص۳۴ پر لکھتے ہیں "کنواری بیوی سے تو چار لڑکے موجود ہیں۔ اور بیوہ کے الہام کا انتظار ہے۔ ہم قادیانیوں سے صرف یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ کونسی بیوہ عورت ہے جس سے مرزا صاحب کا نکاح ہوا!! اگر نہیں ہوا اور نہیں ہوا تو مرزا صاحب کا الہام غلط دعویٰ غلط۔ مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی بھی غلط ثابت ہوئی۔ اور ان کے لئے ذلت اور رسوائی کا باعث بنی۔

(۸) مرزا صاحب نے پہلا اشتہار ۸ راپریل ۱۹۰۵ء کو چوتھا اشتہار ۱۱ رمئی ۱۹۰۵ء کو پانچواں اشتہار یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو بدیں مضمون شائع کیا کہ میرے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ایک قیامت خیز زلزلہ آئے گا۔ اور خارق کہ اس نشان کا ایک دھکا لگے گا۔ یہ زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا۔ دنیا میں سخت قسم کی تباہی آئے گی۔ اور یہ زلزلہ دنیا کو تہہ و بالا کر دے گا۔ جب لوگ مرزا صاحب سے قیامت خیز زلزلہ کی خبریں سنتے سنتے تنگ آگئے۔ تو مرزا صاحب کی خدمت میں عرض کیا

آخر آپ یہ تو بتا دیں کہ اس زلزلہ کی آخری میعاد کون سی ہے۔ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۱ پر جواب دیا کہ مجھے یہ علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب ہوگا۔ لیکن ساتھ ہی اگلے صفحہ پر تحریر کیا کہ میں نے آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیشگوئی کی ہے۔ وہ کوئی معمولی پیشگوئی نہیں۔ اگر میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۲ پر لکھا کہ میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ زلزلہ میری زندگی میں ہی آئے گا۔ اور مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بہت کثرت سے لوگ میری جماعت میں داخل ہوں گے۔ اور یہ پیشگوئی میری زندگی میں۔ میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آئے گی۔

مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو شائع ہوئی۔ جب مرزا صاحب کو قبر میں پہنچے ہوئے پانچ ماہ ہو گئے تھے۔ قیامت خیز زلزلہ نہ آنا تھا نہ آیا۔ مرزا صاحب کی پیشگوئی غلط نکلی۔ اور ان کی ذلت اور رسوائی کا موجب بنی۔

(۹) مرزا صاحب نے امرتسر شہر میں عیسائیوں سے پادری عبد اللہ آتھم سے الوہیت مسیح پر تحریری مباحثہ کیا۔ جو ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء سے شروع ہو کر ۵ جون ۱۸۹۳ء تک رہا۔ ۵ جون کو مرزا صاحب نے اپنے آخری پرچہ میں تحریر کیا کہ میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ پادری عبد اللہ آتھم ۵ جون ۱۸۹۳ء سے لے کر پندرہ ماہ کے اندر اندر مر جائے گا۔ جس کی آخری تاریخ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء بنتی ہے۔ مرزا صاحب اپنی کتاب "جنگ مقدس" کے صفحہ ۱۸۴ پر لکھتے ہیں کہ اگر پادری عبد اللہ آتھم ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک نہ مرے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔

(۱) مجھ کو ذلیل کیا جائے۔
(۲) میرا منہ کالا کیا جائے۔
(۳) میرے گلے میں رسہ ڈال کر مجھ کو پھانسی دیا جائے۔

اس تحریر کے بعد مرزا صاحب نے خدا کی قسم کھائی اور لکھا کہ پادری آتھم ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کی شام تک پندرہ ماہ کے اندر اندر ضرور مر جائے گا۔ ضرور مر جائے گا۔ ضرور مر جائے گا۔ مرزا صاحب نے اپنی کتاب حجۃ الاسلام کے صفحہ ۶ پر یہ بھی لکھا کہ اگر میرا یہ نشان سچا نہ نکلا تو میں دین اسلام چھوڑ دوں گا۔

مہینوں پر مہینے گزرتے گئے۔ آتھم کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔ آخر ۵ ستمبر ۱۸۹۱ء کا سورج غروب ہو گیا۔ ۶ ستمبر کو عبد اللہ آتھم امرتسر پہنچ گیا۔ عیسائیوں نے امرتسر شہر میں اس کا عظیم الشان جلوس نکالا۔ مرزا صاحب کی ہر طرف سے ذلت اور رسوائی ہوئی۔ اس مباحثہ کا الٹا اثر یہ ہوا کہ

(ا) منشی محمد اسماعیل جس نے مباحثہ کرایا تھا عیسائی ہو گیا۔
(ب) محمد یوسف مرزائی جو مباحثہ کا سیکرٹری تھا عیسائی ہو گیا
(ج) مرزا صاحب کی بیوی کا خالہ زاد بھائی میر محمد سعید عیسائی ہو گیا۔

اب یہ فیصلہ مرزا طاہر کے شعور و انصاف پر چھوڑا جاتا ہے کہ کیا مولوی محمد حسین بٹالوی اور پنڈت لیکھرام پشاوری یہ کہنے میں حق بجانب نہیں تھے کہ اگر مرزا غلام احمد کا کچھ نام رہا تو ذلت اور رسوائی کے ساتھ رہیگا۔

بقیہ خصائل نبوی

ابو عبیدؓ کے اس کہنے پر کہ بکری کے دو ہی بونگیں ہوتی ہیں آئندہ کا سلسلہ بند ہو جاتا۔ ملا علی قاریؒ کے نزدیک اس بناء پر ہے کہ معجزات کرامات اور اس قسم کے خوارق کا پیش آنا فنا تامہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس جواب کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ توجہ تام جو پہلے سے تھی۔ باقی نہ رہی اور توجہ کے انقطاع کی وجہ سے یہ چیزیں منقطع ہو گئیں۔ علامہ مناویؒ کہتے ہیں کہ یہ حقیقت میں ایک انعام الٰہی تھا۔ اگر یہ انقیاد تام کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کرتے رہتے تو وہ باقی رہتا۔ لیکن ان کی طرف سے اعتراض کی صورت پیدا ہوئی۔ جو موقع کے مطابق مناسب نہ تھی۔ اس لیے وہ اکرام تام بھی منقطع ہو گیا۔

اسلام اور مغرب

آکسفورڈ یونیورسٹی ہال میں مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کا روح پرور خطاب

آکسفورڈ یونیورسٹی جو برطانیہ کی عظیم ترین اور دنیا کی مشہور ترین یونیورسٹی ہے ان دنوں وہاں ایک اسلامی مرکز کے قیام کے بارے میں سوچا جا رہا ہے اس یونیورسٹی کے وائس پرنسپل ڈاکٹر ڈی، جی براؤننگ نے اس سلسلہ میں ۲۱، ۲۲، ۲۳ جولائی ۸۳ء کو ایک کانفرنس کے انعقاد کا اہتمام کیا جس میں خصوصیت کے ساتھ مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کو دعوت دی گئی۔ آپ نے ۲۲ جولائی "اگزامینیشن ہال" میں یہ مقالہ پڑھا۔

حضرات!

میں سب سے پہلے آپ کی اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ایک ایسی مؤقر مجلس میں شرکت کی دعوت دی جو ایک فکر انگیز و خیال افروز موضوع "اسلام اور مغرب" پر فکر و بحث کے لئے دنیا کی مشہور، قدیم و مؤقر دانش گاہ آکسفورڈ یونیورسٹی کے زیر سایہ اور پہلو میں منعقد ہو رہی ہے، میں خاص طور پر ڈاکٹر ڈی جی براؤننگ (Dr. D. G. BROWING) اور ان کے رفقاء کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے ایسے اچھے موقعہ پر یاد کیا، اور اتنے دانشوروں، فضلاء اور عزیز طلبہ سے ملنے کا موقعہ فراہم کیا۔

حضرات!

مغربی اقوام اور ممالک میں سے جس قوم اور ملک کا اسلامی دنیا سے اٹھارویں صدی عیسوی کے آواخر میں سب سے پہلے واسطہ پڑا، وہ برطانیہ تھا، مغربی تہذیب، مغربی تعلیم اور سائنس اور ٹکنالوجی کے اولین نقیب و علمبردار اور اس کی افادیت و طاقت کے اولین مظہر و نمونہ کی حیثیت سے اس نے متعدد مسلم ممالک، بالخصوص ہندوستان

کے تحت برّ اعظم اور مصر میں ایک طویل مدت گزاری (اس قیام کی نوعیت اور اس کے اخلاقی و سیاسی پہلو سے اس وقت بحث کا موقع نہیں) علمی و نفسیاتی طور پر یہ بات بالکل قرین قیاس تھی کہ اس کو اپنی ان نوآبادیات کے اس سب سے طاقتور، زندہ اور فعال مذہب کے مطالعہ اور اس کی روح کو سمجھنے سے گہری دلچسپی ہوتی جس نے ماضی میں (کئی ہزار برس کی طویل مدت کے اندر جس کی تاریخ معلوم ہے) دنیا میں سب سے بڑا انقلابی کردار ادا کیا ہے، اور تہذیب و معاشرۂ انسانی پر سب سے گہرا اور دیرپا اثر ڈالا ہے، اور یہ کہنا صحیح ہوگا کہ اس نے انسانی تہذیب اور اعلیٰ قدروں کو یکسر فنا ہونے سے بچا لیا، اور ان کو زندگی کی ایک نئی اور طویل قسط عطا کی، وہ ایک ایسی خیر پسند طاقت کو وجود میں لے آیا جو تخریبی طاقتوں اور شر سے پنجہ آزمائی کی صلاحیت اور حوصلہ رکھتی تھی، اور اس کو اپنی پیدائش کا مقصد سمجھتی تھی، اس نے زمانہ کی کلائی توڑنے کے بجائے (جیسا کہ بعض پچھلی عسکری طاقتوں اور جابر قیادتوں نے کیا تھا) زمانہ کی کلائی موڑ دی اور تاریخ کا دھارا

بدل دیا، اس کی محنتوں اور قربانیوں کے سایہ میں تہذیب انسانی کو آگے کا سفر طے کرنا نہ صرف ممکن بلکہ آسان ہوا، ساتویں صدی عیسوی کی اس دعوت اور جدوجہد نے عقیدۂ توحید کی ایسی عالمگیر اشاعت کی جس کی مثال پچھلی تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ شرفِ انسانی کو بحال کیا، مساوات و اخوتِ انسانی کو ذہن میں دوبارہ راسخ کیا اور اس کو ایک بدیہی حقیقت بنا دیا، عورت کو اس کے حقوق دلائے، خالقِ کائنات کے ساتھ ایسا گہرا ربط، اس سے خوف و محبت اور اس کی عبادت و استعانت کا ایسا قوی جذبہ اور راسخ عقیدہ پیدا کیا جس کی مثال مذہب و روحانیت کی تاریخ میں ملنی مشکل ہے، مالک حقیقی کی رضا و خوشنودی کے لئے بے لوث طریقہ پر رفاہِ عام اور خدمتِ خلق کے کام کرنے کی تڑپ پیدا کی اور علم کی خدمت و اشاعت اور تصنیف و تالیف کا وہ بے پایاں جذبہ اور حد سے بڑھا ہوا شوق پیدا کیا، جس کے نتیجہ میں وہ عالم گیر علمی تحریک اور وہ عظیم و وسیع کتب خانہ وجود میں آیا جس کی نظیر پچھلی قوموں میں نظر نہیں آتی، یہ سب وہ تاریخی حقائق ہیں جن کا انکار ممکن نہیں۔

اس سب کا تقاضا تھا کہ برطانیہ میں جا بجا اسلام، قرآن اور سیرت محمدیؐ پر تحقیق و مطالعہ کے مرکز قائم ہوتے، اور اس کے وسائل فیاضی کے ساتھ مہیا کئے جاتے، اور اس معروضی (OBJECTIVE) مطالعہ کی ہمت افزائی کی جاتی جو صلیبی جنگوں (CRUSADES) کے محسوس و غیر محسوس اثرات، مشنری اور سیاسی مقاصد اور مفادات سے بے پروا، اور اس احساسِ برتری سے آزاد ہوتا، جو سیاسی غلبہ اور فاتح حکومت کا اکثر نفسیاتی نتیجہ ہوتا ہے، اور جو مفتوح اور کمزور قوموں اور ملکوں کے علمی سرمایہ اور معتقدات کی قدر و قیمت و افادیت پر منصفانہ غور کرنے سے عام طور پر باز رکھتا ہے، یہاں پر شاندار طاقتور جامعات کے شعبۂ عربی اور شعبۂ مطالعاتِ اسلامی (ISLAMIC STUDIES) مغربی ایشیا کی ثقافت و تہذیب (WEST ASIAN CULTURE) کے شعبوں کی افادیت کی تحقیر اور ان کو (UNDERRATE) کرنا نہیں چاہتا لیکن مسئلہ اس سے زیادہ وسیع اور عمیق تھا اور معاشی و اقتصادی فوائد کے لئے تعلیم حاصل کرنے سے زیادہ خلوص، نظر کی گہرائی اور ذہن و قلب کی وسعت کا طالب تھا۔

لیکن یہ واقعہ ہے کہ اس ایک صدی سے زائد کی مدت میں نہ صرف برطانیہ اور اس کی نوآبادیوں کے درمیان بلکہ مشرق و مغرب کے درمیان یک طرفہ آمد (ONE WAY TRAFFIC) جاری رہی یعنی مغربی ملکوں

دیدہ زیب اور پائدار پلاسٹک کی گھریلو مصنوعات کے لئے
ہمارے یہاں تشریف لائیے
ہول سیلز ڈیلر
برائٹ ٹریڈنگ ایجنسی
کھوڑی گارڈن۔ مراد خاں روڈ۔ کراچی

نے مشرق کو (خواہ وہ تہذیب و علم کا کتنا ہی قیمتی سرمایہ رکھتے ہوں) صرف دینے ، ان کو پڑھانے ، سکھانے اور اپنے کام کا آدمی بنانے ہی کا کام کیا ہے ، ان سے کچھ لینے اور ان سے کچھ سیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی'

بلا شبہ اس میں مشرق کی کمزوری ، احساس کمتری (INFERIORITY COMPLEX) اور مفتوح و غلام بن جانے سے جو ہیبت و مرعوبیت پیدا ہو جاتی ہے' اور خود اعتمادی کی کمی کو بھی دخل تھا ، ان میں اس ایمانی کیفیت ، اخلاقی جرأت اور دعوتی روح کا شائبہ بھی نہیں تھا ، جس نے ساتویں صدی مسیحی کے اوائل میں جزیرۃ العرب کے ایک شہر کے (جس کا پرانا نام یثرب تھا پھر مدینہ پڑ گیا) ایک بوریہ نشین انسان (روحی فداہ) کو جس کو خدا نے نبوت کے منصب سے سرفراز کیا تھا ، اس کی ہمت دلائی کہ وہ اپنے عہد کے دو سب سے بڑے شہنشاہوں کو جنھوں نے اس وقت کی پوری متمدن دنیا آبائی جائداد کی طرح آپس میں بانٹ رکھی تھی ، یعنی قیصر روم ہرقل اول (HERACLIUS I) (۶۱۰ - ۶۴۱) اور شاہ ایران خسرو پرویز دوم (CHOSROES II) (۵۹۰ - ۶۲۸) کو وہ خط لکھے جن میں ان کو توحید اور دین حق کی کھلی ہوئی دعوت تھی ، اس نے اول الذکر (قیصر روم) کو قرآن کی یہ آیت لکھی :-

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝

(آل عمران - ۶۴)

اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی) ہے اس کی طرف آؤ ، وہ یہ کہ خدا کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا اپنا کارساز نہ سمجھے اگر یہ لوگ (اس بات کو) نہ مانیں تو (ان سے) کہدو کہ تم گواہ رہو کہ ہم (خدا کے) فرماں بردار ہیں۔

اس کا پورا امکان ہے کہ جس دن اس نے یہ خطوط لکھوائے اس دن اس کے گھر میں فاقہ ہو اور رات میں چراغ جلانے کے لئے تیل نہ ہو (کہ اس کے یہاں اکثر یہ ہوتا رہتا تھا) اور اس کے بالمقابل جن بادشاہوں کے نام یہ خطوط گئے ان کے غلاموں کے غلام اور ملازموں کے ملازم بھی بسیارخوری سے مریض ہو گئے ہوں اور ان کے جانور دنیا کی وہ نعمتیں کھاتے ہوں جو اچھے انسانوں کو میسر نہیں تھیں۔

پھر جب اس دین کے ماننے والے اور اس دین کی دعوت دینے والے ان ملکوں کے فوجی جنرلوں اور ارکان سلطنت کے پاس پہنچے ، جن کا ڈنکا بج رہا تھا ، اور انھوں نے پوچھا کہ تم کس غرض کے لئے آئے ؟ تو انھوں نے کہا کہ " اللہ نے ہمیں اس لئے بھیجا ہے کہ ہم اس کے بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر خدائے واحد کی بندگی میں ، دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا کی وسعت میں' اور مذاہب کی ناانصافیوں سے نکال کر اسلام کے نظام عدل میں داخل کریں[لہ] مجھے ان کے اس کہنے پہ حیرت نہیں کہ ہم اس لئے آئے ہیں کہ تم کو بندوں کی بندگی سے نکال کر خدائے واحد کی بندگی میں داخل کریں کہ وہ اس وقت عقیدۂ توحید کے واحد داعی اور انسانوں کی آزادی کے علمبردار تھے ، لیکن اس پر تعجب ہے کہ ان صحرا نشینوں اور فاقہ مست انسانوں نے ان شخصیتوں سے جو لاکھوں مربع میل زمین پر حکومت کرتی تھیں اور جن کے لئے عیش و تنعم کے سارے وسائل مہیا تھے' یہ کیسے کہا کہ ہم تم کو دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا کی وسعت میں لانا چاہتے ہیں ؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان بالا نشین انسانوں کو قابل رشک سمجھنے کے

لہ ربعی بن عامر کی گفتگو رستم کے دربار میں ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ لابن کثیر ص ۳۹ ج ۷ طبع بیروت

جائے قابل رحم سمجھتے تھے۔ اس لئے کہ وہ ان کی نظر میں نفس پرستی کے اسیر، عادات اور خود ساختہ معیاروں کے غلام، اپنے سے کمتر انسانوں کے محتاج، اور ایک بے خوبصورت و خوش نوا پرندہ کی طرح تھے جو سونے کے پنجرہ میں قید رہو۔

ان ایشیائی و مشرقی ممالک سے جو برطانیہ کے زیر اقتدار یا زیر انتظام تھے جو ذہین و باصلاحیت نوجوان برطانوی یونیورسٹیوں سے استفادہ کے لئے جاتے تھے ان میں کم ہی لوگ خود اعتمادی اور خود اعتمادی کے اس جوہر سے متصف ہوتے تھے، جو وہاں کے اگر اساتذہ نہیں تو ہم درجہ طلب اور ہم عمر ساتھیوں کو بھی اسلام کے گہرے اور سنجیدہ مطالعہ پر آمادہ کر سکیں، اور جدید تہذیب کی چمک دمک سے ان کی آنکھیں خیرہ نہ ہوں۔

اس موقعہ پر ناانصافی ہوگی اگر ہم ان چند اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں کا ذکر نہ کریں جو ان برطانوی جامعات اور ان کے اس نظام تعلیم کے خوشہ چیں تھے، جو ہندوستان میں رائج ہو چکا تھا اور جنہوں نے انگریزی زبان کو اپنے اظہار خیال کا ذریعہ بنایا۔ اس میں اہل زبان سے داد و تحسین حاصل کی اور اس ملک کے متعدد دانشوروں اور محققین نے اس کا اعتراف کیا کہ انہوں نے ان کی معلومات میں اضافہ کیا اور ان کو فکری غذا مہیا کی۔ ان میں سے ایک رائٹ آنریبل سید امیر علی تھے جن کی کتاب (SPIRIT OF ISLAM) کے متعلق مستشرق (OSBORN) نے لکھا ہے۔

"یہ کتاب یقیناً داد و تحسین کی مستحق ہے، اس کا طرز بیان بتاتا ہے کہ مصنف کو انگریزی پر بھرپور قدرت ہے، کم ایسے اہل زبان ہوں گے جو مصنف کے اسلوب کا مقابلہ کر سکیں۔ یہ اسلوب ان عیوب و نقائص سے پاک ہے جن میں ہندوستان کے انگریزی تعلیم یافتہ عام طور پر مبتلا ہیں۔ مسلمانان ہند کو مبارک ہو کہ ان میں ایسے افراد بھی ہیں، جو اس مقام پر فائز ہیں۔"

دوسری شخصیت "ڈاکٹر سر محمد اقبال" (کیمبرج) کی ہے، جن کی کتاب "اسرار خودی" (SECRETS OF THE SELF) اور "رموز بے خودی" (MYSTERIES OF SELFLESSNESS) کا لندن یونیورسٹی کے نامور پروفیسر مسٹر نکلسن نے انگریزی میں ترجمہ کیا۔ دسمبر ۱۹۷۷ء میں حکومت پاکستان کے انتظام میں لاہور میں اقبال کا جو صد سالہ جشن منایا گیا، اس میں بتایا گیا کہ ان کے متعلق مختلف زبانوں میں جو مختلف رسائل اور کتابیں لکھی گئیں ہیں، ان کی تعداد دو ہزار سے کم نہیں، جن میں ایک بڑی تعداد انگریزی کتب و رسائل کی ہے۔

اس موقعہ پر ہندوستان کے نامور لیڈر، خلافت اور تحریک آزادی کے زبردست نقیب اس کو عوامی زندگی میں داخل کرنے والے، اور میدان میں لانے والے پُرجوش اور بہادر مسلمان، انگریزی کے ایک منجھے ہوئے اہل قلم کامیاب صحافی اور قادر الکلام مقرر مولانا محمد علی ایڈیٹر (COMRADE) کی بے اختیار یاد آتی ہے جو آپکی اس یونیورسٹی آکسفورڈ کے فارغ تھے اور جن کے نام کے ساتھ برسوں آکسن (OXON) لکھا جاتا رہا ہے لیکن یہ چند افراد ان ہزاروں کی تعداد سے متجاوز، ذہین و باصلاحیت نوجوانوں میں (جو ہندوستان سے انگلینڈ تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے تھے، اور یہاں سے ڈگریاں لے کر آتے تھے) آٹے میں نمک کے برابر ہیں، اس "یک طرفہ کارروائی" سے دونوں ملکوں کو اسلام کی طرف وہ توجہ نہیں ہوئی جس کی توقع تھی، ایک طرف برطانیہ کو، جہاں اس کی وسیع ایشیائی نوآبادیات سے ہزاروں کی تعداد میں مسلم نوجوان تعلیم کے لئے آتے تھے، دوسری طرف فرانس کو، جہاں شمالی افریقہ کے زیر اقتدار ملکوں سے سینکڑوں نوجوان آتے تھے، اسلام کی طرف سنجیدگی اور احترام کے ساتھ توجہ کرنے کی نوبت نہیں آئی، اس لئے کہ یہ نوجوان اس جوش، خود اعتمادی اور دعوتی روح

سے خالی تھے، جو ساتویں صدی عیسوی کے عرب کے ناخواندہ یا کم خواندہ عربوں میں پائی جاتی تھی، حالانکہ ان کے اور روم و ایران کے ترقی یافتہ ممالک کے درمیان تہذیب و ترقی کا جو تفاوت اور تناسب تھا وہ اس سے کہیں زیادہ تھا، جتنا ہندوستان و مصر اور شمالی افریقہ کے نوجوانوں کے اور مغربی ممالک کے درمیان تھا، یہ نوجوان مغربی تہذیب و ترقی سے اپنے ہی ملکوں میں آشنا ہو چکے تھے اور ان کے ملک ساتویں صدی کے جزیرۃ العرب کے برابر پسماندہ اور پست نہیں تھے۔

اس صورت حال نے جس کی ذمہ داری فریقین پر عائد ہوتی ہے، اسلام کا اس سطح سے مطالعہ کرنے کا موقع فراہم نہیں کیا جس کا وہ مستحق تھا اور جس کی ہر حال میں اور ہر زمانہ میں ایک نو خیز ترقی پذیر اور حقیقت پسند تہذیب اور معاشرہ کو ضرورت ہوتی ہے، انیسوی صدی کے وسط میں جب سائنس اور ٹیکنالوجی نے برق رفتاری کے ساتھ اپنا سفر شروع کیا، اس کا زریں موقع تھا، کہ مذہب سے (جن کا سب سے زندہ اور توانا نمائندہ اسلام تھا) علم و طاقت کے استعمال کے صحیح مقاصد اور انسانیت کی خدمت کا صحیح جذبہ لیا، ضبط نفس کی طاقت حاصل کی جاتی اور قومیت (NATIONALISM) اور وطن پرستی سے بالا تر احترام انسانیت اور مساوات اقوام و ملل کا نقطۂ نظر اور طریق فکر پیدا کیا جاتا، اور قوموں اور ملکوں کے درمیان طاقت کا مظاہرہ کی اس مجنونانہ ریس سے پرہیز کیا جاتا جس نے دنیا کو اس وقت خودکشی و خود سوزی کے مقام پر کھڑا کر دیا ہے، اور جن کے ہاتھ میں دنیا کی قیادت تھی۔ ان کے کان اس صدا سے آشنا ہوتے کہ:۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝	وہ (جو) آخرت کا گھر (ہے) ہم نے اسے ان لوگوں کے لئے (تیار) کر رکھا ہے جو زمین میں سر بلندی اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور انجام (نیک) تو پرہیزگاروں ہی کا ہے۔

(سورۃ قصص۔ ۸۳)

اگر سائنس اور ٹیکنالوجی کے ساتھ، خوفِ خدا اور احترام انسانیت، اور غیر محدود طاقتور وسائل کے ساتھ صالح مقاصد، اور جذبۂ مسابقت کے بجائے جذبۂ تعاون پیدا ہوتا (جو صرف ایک زندہ اور حیات بخش مذہب ہی عطا کر سکتا ہے) تو آج دنیا کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔ اور ان متحارب مشرقی و مغربی کیمپوں کے بجائے جن کی باہمی رقابت نے تہذیب انسانی بلکہ نسل انسانی کے فنا ہو جانے کا ہر وقت خطرہ پیدا کر دیا ہے، یہ دنیا ایک خوش اسلوب خاندان کی طرح زندگی بسر کرتی لیکن مادی علوم، سائنس اور ٹیکنالوجی اور پھر سیاست (POLITICS) کی بے قید اور آزاد ترقی نے دنیا کو اپنے ہی خنجر سے خودکشی کرنے کے خطرہ سے دو چار کر دیا ہے، اور اقبال کے بقول ؎

وہ فکر گستاخ جس نے عریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اسی کی بے تاب بجلیوں سے خطر میں ہے اس کا آشیانہ

حضرات!

ہمیں ماننا پڑے گا کہ ہماری جدید تہذیب اور موجودہ فکری قیادت معاشرہ انسانی کی ذمہ داریاں سنبھالنے والے افراد تیار کرنے اور انسان کی سیرت سازی میں بری طرح ناکام رہی ہے، وہ سورج کی شعاعوں کو گرفتار کر سکتی ہے، وہ خلا میں سفر کرنے کے لئے محفوظ و سریع السیر آلات تیار کر سکتی ہے، وہ انسان کو چاند اور سیاروں پر پہنچا سکتی ہے، وہ ذراتی طاقت سے بڑے بڑے کام لے سکتی ہے، وہ ملک سے غریبی دور کر سکتی ہے، وہ علم و ہنر کو آخری نقطۂ عروج پر پہنچا سکتی ہے، وہ پوری کی پوری قوم اور ایک ملک کی آبادی کو خواندہ و تعلیم یافتہ بنا سکتی ہے، اس کی ان کامیابیوں اور فتوحات سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں، لیکن وہ صالح اور صاحب یقین افراد پیدا کرنے سے بالکل عاجز ہے، اور یہی اس کی سب سے بڑی ناکامی اور بدقسمتی ہے، اور اسی وجہ سے

دنیا کی قوتیں ضائع اور برباد ہو رہی ہیں، اور ساری دنیا مایوسی اور انتشار کا شکار ہے، اور اب اس کا سائنس اور علم پر سے بھی اعتقاد اٹھ رہا ہے، اندیشہ ہے کہ دنیا میں ایک شدید رد عمل کی تحریک اور علم و تمدن کے خلاف بغاوت کے دور کا آغاز نہ ہو جائے، فاسد افراد نے معصوم اور صالح وسائل و ذرائع کو بھی فاسد بلکہ آلۂ فساد و تخریب بنا دیا ہے، فاسد اور کمزور تختوں سے کوئی صالح اور مضبوط سفینہ تیار نہیں ہو سکتا، یہ بالکل غلط اور خام خیالی ہے کہ فاسد تختے علیحدہ علیحدہ فاسد کمزور اور ناقابل اعتماد ہیں لیکن جب ان کو ایک دوسرے سے جوڑ دیا جائے اور ان سے کوئی سفینہ تیار کیا جائے تو ان کی قلب ماہیت ہو جاتی ہے اور وہ صالح بن جاتے ہیں، رہزن اور چور علیحدہ علیحدہ تو رہزن اور چور ہیں لیکن جب وہ اپنی جماعت بنالیں تو وہ پاسبانوں اور ذمہ دار انسانوں کی ایک مقدس جماعت ہے؟ نئی فکری قیادت نے جو افراد دنیا کو عطا کئے ہیں وہ ایمان و یقین سے خالی، ضمیر انسانی سے عاری، حاسۂ اخلاق سے محروم، محبت و خلوص کے مفہوم سے نا آشنا، انسانیت کے شرف و احترام سے غافل ہیں۔ وہ تو لذت و عزت کے فلسفے سے واقف ہیں یا صرف قوم پرستی اور وطن دوستی کے مفہوم سے آشنا ہیں، اس نوعیت اور صلاحیت کے افراد خواہ جمہوری نظام کے سربراہ ہوں، یا اشتراکی نظام کے ذمہ دار، کبھی کوئی صالح معاشرہ، پرامن ماحول اور خدا ترس اور پاکباز سوسائٹی قائم نہیں کر سکتے، اور ان پر خدا کی مخلوق اور انسانی کنبہ کی قسمت کے بارے میں کبھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

حضرات!

ایک ایسے نازک مرحلہ میں کہ ایک ملک کی قسمت ہی نہیں، انسانیت تہذیب زوال و فنا کے خطرہ سے دوچار ہو، معتدل و محتاط کوششوں اور متوسط سطح کے اصلاحی و تعلیمی کام کرنے والوں سے کام نہیں چل سکتا معتدل و پُرسکون (NORMAL) حالات میں ان کی افادیت سے انکار نہیں، لیکن ایک ایسے غیر معتدل حالات میں کہ انسانیت موت و حیات کے دوراہے پر جا کر کھڑی ہو گئی ہے، اعلیٰ درجہ کی اخلاقی جرأت، قربانی، خطر پسندی اور مہم جوئی اور "عبقری" (GENIUS) انسانوں کی ضرورت ہے، اور انہیں لوگوں نے ہر دور میں تہذیب انسانی کو موت کے منہ سے نکال لیا ہے، آپ مجھے معاف کریں، وہ مغرب جس نے ماضی میں علوم عمرانیہ SOCIAL SCIENCES سائنس و صنعت اور سیاست و نظم حکومت بڑی قد آور شخصیتیں پیدا کیں، جنہوں نے اپنی کاوش و کوشش سے دنیا کا نقشہ بدل دیا اور ساری دنیا نے ان کی برتری تسلیم کرلی اور ان کی محنتوں اور تجربوں سے فائدہ اٹھانا ضروری سمجھا، اس مغرب کی فضا پر عرصہ سے جمود طاری ہے، وہاں اب تہذیب و معاشرۂ انسانی کی نئی قیادت کے لئے سائنس اور ٹیکنالوجی کا رخ تخریب سے تعمیر کی طرف موڑنے اور ضبط نفس کی قوت پیدا کرنے، معاشرہ کو بے تکلفی بلکہ نبرد آزمائی سے بچانے کے لئے اور حریف طاقتوں اور متحارب کیمپوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے جن انقلابی شخصیتوں اور جس "ادائے قلندرانہ" اور "جرأت پیمبرانہ" کی ضرورت ہے اس سے مغرب عرصہ سے خالی ہے، آج سے پون صدی پہلے مشرقی علوم کے فاضل اور مغرب میں طویل قیام کرنے والے مفکر اقبال نے مغربی تہذیب اور ماحول کے متعلق کہا تھا۔

یاد ایامے کہ بودم در خمستان فرنگ
جام او روشن تر از آئینہ اسکندر است
جلوۂ او بے کلیم و شعلۂ او بے خلیل
عقل ناپروا، متاع عشق را غارت گر است
در ہوایش گرمیٔ یک آہِ بے تابانہ نیست
رند ایں میخانہ را یک لغزش مستانہ نیست[1]

[1] پیام مشرق صفحہ ۲۴۵

اقبالؒ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مغرب میں خدا کی معرفت کے اسباب اور اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں لیکن کوئی ایسا باتوفیق انسان نہیں، جو آسمانی تعلیمات سے فیضان و عرفان حاصل کرے "شانِ کلیمی" کے ساتھ دعوت الی اللہ اور خلق کی ہدایت کا کام انجام دے، یہاں مادیت کا طوفان اور "اَنَا اُحْیِیْ وَ اُمِیْتُ" (میں زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں) کے مدعی موجود ہیں، لیکن ابراہیم خلیل اللہ کا سچا پیرو نہیں جو اس کے مانگنے سے صاف انکار کر دے اور اعلان کرے کہ "رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ" (میرا پروردگار ہی ہے جو جلاتا اور مارتا ہے) پھر امتحان کی آگ میں بے محابا کود پڑے اور اس کو گل و گلزار بنا دے۔

یہاں کی فضا جو چمنیوں کے دھوئیں اور معاشی سرگرمی سے گرم معلوم ہوتی ہے، حقیقتاً ایسی سخ بستہ ہے، جس میں سوزِ دل اور آہِ بیتاب ناپید ہے، یہاں کی ذہانت دولتِ عشق کی دشمن اور متاعِ قلب کی رہزن ہے اور اس میخانہ کا رند بھی اگر سرمستی میں گرتا ہے تو پہلے سے اس کا حساب لگا لیتا ہے، اور اس کے نتائج کو سوچ لیتا ہے، یہ وہ لغزشِ مستانہ نہیں جس نے بارہا عہدِ قدیم کے عقلاء و حکماء کو اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کرنے اور سرمستِ خواب دنیا کو چونکا دینے کا کام کیا۔ یہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اور عقل و خرد کے پہرہ کے درمیان ایک اقدام ہے، جس سے رفتارِ زمانہ اور فضائے میخانہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

اب تہذیبِ انسانی اور خود مغرب (جس کا ایک معزز فرد برطانیہ بھی ہے، جو عزم و ہمت، ذہانت اور حوصلہ مندی کی ایک شاندار تاریخ رکھتا ہے) کو بچانے کے لئے ایسے ہی بے تعصب، حقیقت پسندانہ اور اس کے ساتھ مستانہ اور قلندرانہ نئی فکری، علمی و انقلابی جدوجہد کی ضرورت ہے، جو اس جاں بلب تہذیب اور برسر

مرگ معاشرہ میں زندگی کی نئی روح پھونک دے اور اس کے لئے دنیا میں باقی رہنے کا جواز و استحقاق پیدا کر دے، اس سلسلہ میں ملک کی دانش گاہیں، مطالعاتی و فکری مرکز، مصنفین و اہلِ قلم اور فکری رہنما سب سے بڑا کردار ادا کر سکتے ہیں، اور میں سمجھتا ہوں کہ زیرِ تجویز اسلامک سینٹر جو ایک موزوں مقام اور صحیح وقت میں قائم ہو رہا ہے، اس سلسلہ کی ایک کڑی اور اس سمتِ سفر میں ایک سنگِ میل ثابت ہوگا، یہی توقع مجھے اپنی کمزوری اور شدید مصروفیت کے باوجود یہاں لائی اور اس مؤقر تقریب میں شرکت پر آمادہ کیا۔

آخر میں پھر آپ کا اس اعزاز و اعتماد کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ جس اسلامی مرکز (ISLAMIC CENTRE) کے قیام کے مسئلہ پر غور کرنے اور اس کے وسائل سوچنے کے لئے دعوت دی گئی ہے، اور تمہیدی طور پر اس کے لئے یہ مجلس منعقد کی گئی ہے، وہ اپنا فرض خوش اسلوبی سے انجام دے، اور ان سے وہ توقعات پوری ہوں جو اس کے قائم کرنے والوں اور خیر سگالوں نے قائم کی ہیں۔

بقیہ: ذکر و فکر

نے فرمایا۔ سات ہی مرتبہ پڑھا کرو یہ بھی آپ کے لیے کافی ہے۔

میں ایک بار پھر آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اصل تونگری مال کی نہیں دل کی ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جن کے جیب ہر وقت نوٹوں سے بھرے رہتے ہیں لیکن دل کے لحاظ سے وہ مفلس اور نادار رہتے ہیں

"یا مغنی" کی برکت سے غیر اللہ کی طرف رجحان بھی کم ہوگا اور غنا بھی نصیب ہوگی۔ جن حضرات کا تعلق مجازی حسن سے ہے وہ اس ورد کو خاص کر اپنائیں۔ اور ساتھ ساتھ اپنے لیے دعا بھی کریں۔

موتی

تحریر: محمد عبدالستار واحدی

مشن نبوت کے علمبردار۔ پیکر شجاعت حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب زندگی سے ایک ورق۔

آج بازار خانم کی رونق قابل دید تھی۔ ہر دکاندار نے اپنی دکان کو بے حد خوبصورتی سے سجایا تھا۔ پان والوں نے آج پان کی خاص قسمیں تیار کر کے رکھی تھیں۔ دلہن پان، سہاگن، اسیر زلف، نرنگ لیلیٰ جیسے ناموں کے پان بنا بنا کر ڈھیر لگا رکھے تھے۔ مٹھائی والوں نے رس گلے اور موتی چور ایک نئے انداز سے بنائے تھے۔ اور ان کو چاندی اور سونے کے ورق لگا کر کھانے میں لذیذ اور دیکھنے میں جاذب نظر بنا دیا تھا۔ ہر دکان مختلف قسم کے قمقموں اور رنگ برنگ روشنیوں اور جھالروں سے سجی ہوئی تھی۔ اور گاہک .... ان کا بھی کیا کہنا۔ یوں لگتا تھا کہ دہلی کے سارے منچلے ادھر ہی آ گئے ہیں۔ ہر ایک نے اپنا سب سے قیمتی جوڑا زیب تن کر رکھا تھا۔ یہ بانکے سجیلے نوجوان مختلف قسم کی خوشبوؤں میں رچے بسے بازار خانم میں گنگناتے ہوئے داخل ہوتے مٹھائی کی دوکان سے موتی چور اور رس گلے خریدتے، پان کی دوکان سے اپنی پسند کا خاص پان خریدتے اور بازار خانم میں واقع ایک سجے سجائے مکان میں جا پہنچتے۔ سب سے زیادہ رش "موتی مشروب" بیچنے والے کی دکان پر تھا یوں لگتا تھا کہ جیسے ہر شخص دوکان میں موجود تمام بوتلیں سمیٹ کر لے جانے کی کوشش میں ہے۔ اور دوکاندار نے بھی آج بوتلوں کا انبار لگا رکھا تھا۔ شاید آج وہ اپنی زندگی میں دکانداری کی سب سے زیادہ "سیل" کرنے کا سامان کر کے بیٹھا تھا۔ اس بازار میں یوں تو سارا دن ویرانی اور ہُو کا عالم طاری رہتا مگر جب شام کے سائے ڈھل جاتے اور رات کی تاریکی شہر کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی تو اس بازار میں رونق آجاتی۔ لیکن آج بازار میں جو گہما گہمی تھی وہ پہلے کبھی نہ دیکھی گئی تھی۔ "موتی منزل" جو اس بازار کی جان تھی اس میں داخل ہونے اور چند لمحے گزارنے کی آرزو اور تمنا بڑے بڑے رئیس زادوں اور نوابزادوں کے دل میں ہوتی تھی۔ وہ اپنی دولت کو "موتی" پر لٹانے کے لئے ہر وقت تیار بلکہ بے چین رہتے۔ "موتی" جو دہلی کی سب سے حسین اور ممتاز ترین طوائف تھی بازار خانم میں رہنے والی تمام طوائفیں اس کے حسن اور خوبصورتی پر رشک کرتی تھیں۔ اپنے حسن کی وجہ سے اس نے بڑے بڑے نوابوں کو کوڑی کوڑی کا محتاج بنا دیا تھا۔ مگر نہ جانے کیا بات تھی ہر وہاں سے لٹ کر آنے والا دوبارہ اپنے آپ کو لٹانے کے لئے بے چین رہتا تھا۔ موتی منزل میں ہر کسی کا جانا ممکن نہیں تھا۔ مگر آج موتی کے ہاں ایک خاص تقریب تھی، دہلی کی تمام طوائفیں موتی کے ہاں جمع تھیں اور موتی بڑی مہربان تھی۔ جو بھی داخلے کی اجازت مانگتا اس کو اجازت دے دیتی تھی، یوں تو موتی منزل ہر روز طرح طرح کی زیبائشوں سے آراستہ کی جاتی مگر چونکہ موتی منزل میں آج شمعیں زیادہ تھیں اس لئے ہر طرف پروانوں کی بہتات تھی۔ لاشعوری قہقہوں کی وجہ سے فضا گونج رہی تھی۔ تقریب کو دوبالا کرنے کیلئے

شہر کے بہترین گلوکار، موسیقار اور صداکار بلائے گئے تھے جو ساز و آواز سے محفل میں مزید گرمی پیدا کر رہے تھے۔

اسی دوران بازار میں ایک شخص فقیرانہ لباس میں داخل ہوا۔ دیکھنے والے حیران تھے کہ اس بازار میں فقیر کا کیا کام؟ جس نے بھی دیکھا تعجب کیا۔ اور اس وقت تو بازار والوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب فقیر موتی منزل کی جانب بڑھا اور جا کر موتی کے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے ایک لڑکی آئی اس نے جب دیکھا دروازے پر ایک شخص فقیرانہ لباس میں کھڑا ہے۔ تو وہ اندر واپس چلی گئی اور جا کر اپنی آقا موتی کو بتایا کہ دروازے پر ایک فقیر آیا ہے۔ "موتی" جو فقیروں سے ناآشنا اور نوابوں کی جھرمٹ میں رہنے کی عادی تھی۔ اس نے کسی محتاج اور فقیر کو کچھ دینے کے لئے کبھی اپنی جیب میں ہاتھ نہیں ڈالا تھا۔ مگر آج اس نے فقیر کو بھی نوازے بغیر واپس لوٹانا مناسب نہ سمجھا چنانچہ اس نے فقیر کو دینے کے لئے لڑکی کے ہاتھ کچھ نقدی بھیجی لڑکی نقدی لے کر دروازے پر آئی۔ اور اس فقیر کو پیسے دینے چاہے۔ فقیر کہنے لگا تم اپنی مالکہ سے جا کر یوں کہو کہ وہ صرف ایک صدا دینے کی آرزو رکھتا ہے۔ اسے کچھ لینے کی عادت نہیں"۔ لڑکی نے جا کر موتی سے کہا۔ موتی سوچ کر کہنے لگی ٹھیک ہے اس فقیر کی صدا اس بزم نشاط میں مزید رنگ پیدا کرے گی" فقیر کو اندر آنے کی اجازت مل گئی، جیسے ہی فقیر اندر داخل ہوا موتی کے گھر میں موجود تمام مجمع فقیر کی صدا سننے کے لئے اس کے گرد اکٹھا ہو گیا" مگر یہ کیا؟

تمام عورتیں حیرت و استعجاب سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگیں۔

یہ تو کسی کی طرف دیکھتا ہی نہیں۔
نظریں جھکی ہوئیں۔
چہرے پر شرم و حیا کی چادر پڑی تھی۔
چال وقار اور متانت سے بھرپور۔
سراپا مردانہ جاہ و جلال کا کامل نمونہ۔
پیشانی ایسی روشن کہ ابھی نور کا چشمہ پھوٹ پڑے۔
اور جب بات شروع کی۔ تو
ایسی شیریں اور شفقت سے بھرپور کہ سننے والا اور قریب ہو کر سنے۔
لہجہ ایسا پرسوز کہ دل کی گہرائی میں اترتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

یہ شخص جس کو فقیر اور صداکار سمجھ کر اندر بلایا گیا تھا۔ وہ دراصل فقیر نہ تھا وہ غیر اللہ سے کچھ مانگنے کا عادی نہ تھا۔ وہ تو خود "شاہ" تھا وہ تو موتی کو کچھ دینے آیا تھا اور وہ چیز دینے آیا تھا جو اس کے اور اس کی سہیلیوں کے پاس نہ تھی وہ انہیں کچھ یاد کرانے آیا تھا۔ جو موتی اور اس کی تمام ساتھی بھول چکی تھیں۔ وہ تو "مصلح" تھا اس کی زندگی کا سب سے بڑا نصب العین خدمت خلق تھا۔ اور خلق خدا کے مفہوم میں جس طرح افلاک کے مارے ہوئے شریف اور باعزت خاندان یا نیک نفس طلبہ داخل تھے۔ ایسے ہی شراب کی بھٹیوں جوئے کے اڈوں اور قحبہ خانوں کی قباحتوں میں زندگیاں گزارنے والوں کو اپنی خیرخواہانہ ہمدردیوں کا مستحق سمجھتا تھا ان کی یہ پستی اور رسوائی اس کے بار احساس دل میں درد پیدا کرتی اور یہ ان تباہ حالوں کی اصلاح اور اپنے درد دل کے علاج کے لئے ہر امکانی کوشش کام میں لاتا۔ آج بھی جب اس نے سنا کہ موتی کے ہاں ایک محفل خاص منعقد ہو رہی ہے اور وہاں چند ناسمجھ اپنا دین اور دنیا داؤ پر لگانے کا پروگرام بنائے بیٹھے ہیں۔ اس کے دل میں درد کی ایک شدید لہر اٹھی جس نے سارا دن اسے بے حال کئے رکھا۔ بالآخر درد دل سے مجبور ہو کر اور جامع مسجد دہلی میں عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر فقیرانہ بھیس بدلا اور اپنی صدا لگانے کے لئے موتی کے ہاں پہنچ کر صدا لگانے کی اجازت چاہی۔ جب صدا لگانے کی اجازت ملی تو اس نے صدا لگائی۔ صدا کیا تھی؟ سورۃ والتین کی تلاوت و تفسیر تھی جو درد بھرے دل سے پُر درد لہجے میں نکل رہی تھی اور دلوں میں درد پیدا کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر کی تقریر نے

سو اٹھ کیا۔ دلوں کی دنیا بدل گئی. قلب و نظر میں انقلاب پا ہو گیا ہر طرف سے گریہ و زاری، توبہ استغفار کی صدا بلند ہونے لگی. موتی اور اس کی بہت سی سہیلیوں نے آوارہ زندگی سے توبہ کی اور نکاح کر کے ساری عمر پاک دامنی اور شرافت سے گزار دی ۔

بازار خانم میں بھیس بدل کر جانے والے اس عظیم انسان کا اسم گرامی حضرت شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ تھا. یہ ملک و ملت کے وہ سرفروش مجاہد تھے جن کا عمل فلسفۂ ولی اللہ کی تفسیر تھا. اور جن کا ایثار و قربانی ذبیح اللہ کی زندہ تصویر، جن کا دل دولتِ درد سے مالا مال تھا اور جن کا جگر سوزِ محبت کا سرمایہ دار. جن کا علم ہمدوش عمل، اور جن کا عمل آئینہ دار علم بے پایاں. آزادیٔ فکر کے سب سے بڑے حامی. ملوکیت کے سب سے بڑے دشمن. شاہ پرستی کے لئے فرشتۂ موت. غلامی کے ناپاک تصور سے نا آشنا. ان کی زندگی سعی پیہم تھی. کتاب زندگی کا آغاز باب جہاد سے ہوا، اور اسی جہاد پر زندگی کا آخری ورق پلٹ گیا. ان کے باپ مولانا شاہ عبد الغنی، دادا یعنی حضرت شاہ ولی اللہ جو کی تحریک کو لے کر میدان جہاد میں پہنچے اور اسی راستہ میں شہید ہو کر حیات جاوداں حاصل کی، علم و عمل کے گھرانے میں پیدا ہوئے، اسی فضا میں تربیت پائی. والد کی وفات لڑکپن میں ہو گئی تھی. قدرت نے حضرت شاہ عبد العزیزؒ کی آغوش شفقت پرورش کے لئے منتخب کی. بھتیجا چچا پر نازاں تھا اور چچا کو بھتیجے پر فخر تھا وہ بار بار کہا کرتا تھا.

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ

آج کے دور میں

ہر گھر کی ضرورت

چینی کے برتن

ہم

نفیس، خوبصورت اور خوشنما ڈیزائن چینی (پورسلین) کے اعلیٰ قسم کے برتن بناتے ہیں

استعمال میں اعلیٰ ۔ چلنے میں دیرپا

ایک بار آزمائیے

دادا بھائی سرامکس انڈسٹریز لمیٹڈ ۲۵/بی سائٹ کراچی فون ۲۹۱۴۳۹

S-1-T-E

کوشش کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا
ABC brother KNITTING MACHINE
SANAULLA CARPET YARNS
ABC BLANKETS
ABC KNITTING YARNS
ثناءاللہ وولن ملز لمیٹڈ
تیسری منزل پینوراما سینٹر
فاطمہ جناح روڈ، کراچی
فون: ۵۱۶۰۳۵ - ۵۱۶۰۳۴
adcom-126

مجالس ذکر

ضبط و ترتیب: علی اصغر چشتی

ذکر و فکر

ملفوظات حضرت حکیم مولانا محمد اختر صاحب مدظلہ

"یامغنی" "یاصمد" پڑھتے رہو۔ انشاء اللہ گناہوں سے بھی اجتناب حاصل ہوگا۔ اور غنا سے بھی نوازے جاؤ گے۔ "غنا" سے مراد صرف ظاہری غنا نہیں۔ باطنی غنا بھی ہے۔ میں تو باطنی غنا ہی کو اصل غنا سمجھتا ہوں۔ غنا کا تعلق دل سے ہے۔ ظاہری مال و دولت سے نہیں۔ دل تب غنی ہوتا ہے۔ جب اسے ایمان کے نور سے معمور کیا جائے۔ ایمان کی دولت ہی اصل دولت ہے اسی دولت سے انسان کو سکون ملتا ہے چین ملتا ہے قرار حاصل ہوتا ہے اور اس سے انسان کی زندگی بنتی ہے انسان کی حقیقی خوشی اور خوشحالی کا دارومدار اگر ہے تو اسی دولت پر ہے

"یامغنی" "یاصمد" کے پڑھنے سے انشاء اللہ لالچ سے بھی چھٹکارا پاؤ گے۔ لالچ ایسی بیماری ہے۔ جس سے دل کی حالت استقامت پذیر نہیں ہوسکتی۔ لالچ حسن کی بھی ہوتی ہے اور مال کی بھی۔ ویسے تو دونوں بہت ہی مضر ہیں لیکن خاص کر حسن کی لالچ حد درجہ نقصان دہ ہے۔ آپ سوچتے ہوں گے کہ حسن کی لالچ کیا ہوتی ہے۔ یہ دراصل صوفیہ کے نزدیک ایک مستقل اصطلاح ہے۔ جس کو یہ بیماری لاحق ہوجاتی ہے۔ وہ بدنگاہی میں مبتلا ہوجاتا ہے اور اس طرح اس کی توجہ کلیتہً غیراللہ کی طرف ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے خالق و مالک کو بھول جاتا ہے۔ حسن کے خالق و مالک کو چھوڑ کر مجازی حسن کو پوجنے لگ جاتا ہے۔ عام طور سے اسے معمولی بیماری کا نام دیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ بڑی مہلک اور تباہ کن بیماری ہے ہم نے اسی اسی سال کے بوڑھوں کو اس بیماری میں مبتلا دیکھا ہے۔ وہ اس سے چاہتے ہیں۔ لیکن چھٹکارا نہیں پاتے۔ ہمارے تجربہ کے مطابق یہ کفر کے بعد دوسرے نمبر کی بیماری ہے میں اکثر اس بیماری سے بچنے کی تلقین کرتا ہوں۔ اللہ اور غیراللہ کی پرستش ایک ساتھ نہیں ہوسکتی۔ غیراللہ کو چھوڑو گے تو "اللہ" ملے گا۔ اللہ کو چھوڑو گے تو اللہ تمہیں چھوڑ دے گا۔ "یامغنی" "یاصمد" کا ورد کرتے رہو گے تو انشاء اللہ مخلوق سے بے نیاز ہو جاؤ گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ الصمد کے معنی مستغنی عن کل احد۔ المحتاج الیہ کل احد کے ساتھ کرتے ہیں۔

اس ورد کے کرنے والے کو ایک فائدہ یہ بھی پہنچے گا۔ کہ وہ اس ورد کی برکت سے سلامتی کے ساتھ اس دنیا سے جائے گا۔ اللہ جل شانہٗ اسے کسی ایسی بیماری میں مبتلا نہیں کرے گا۔ جس سے وہ دوسروں کا محتاج ہو کر رہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حق تعالیٰ شانہٗ کے اسمائے مبارکہ میں سے جس نام کا ورد کیا جائے۔ ورد کرنے والے پر اس نام کا فیض خصوصیت کے ساتھ پڑتا ہے۔ اس ضمن میں میں ایک مثال دیا کرتا ہوں۔ دیکھئے یہاں سارے پنکھے اور بلب موجود ہیں۔ ہر ایک کا الگ الگ بٹن ہے۔ آپ ان میں سے جس پنکھے اور بلب کو چلانا اور جلانا چاہیں۔ اس کا بٹن دبا دیں۔ پنکھا ضرور چلے گا۔ بلب ضرور جلے گا۔

میں یہ نہیں کہتا کہ آپ اس ورد کو دن رات ایک کرکے پڑھیں۔ جتنا آپ سے ہوسکے پڑھا کریں زیادہ نہ ہو سکے تو سات مرتبہ پڑھا کرو۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے شیخ کو "صلوٰۃ تنجینا" کا ورد بتایا اور فرمایا کہ ستر مرتبہ پڑھا کرو حضرت چونکہ بہت مطالعہ فرماتے تھے۔ اور تدریس میں زیادہ مشغول رہتے تھے اس لیے نبھانا مشکل سمجھا اور اظہار بھی کردیا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

باقی صفحہ ۱۶ پر

بقیہ ابتدائیہ

کنونشن میں صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے اعلان فرمایا تھا کہ قادیانیوں کی طرف شائع ہونے والے لٹریچر پر نظر رکھی جائے گی اور دین اسلام کے خلاف جو مواد شائع ہوتا ہے۔ اس کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ لیکن گذشتہ تین سال سے مسلسل ہم دیکھ رہے ہیں کہ مرزائیوں کی اشتعال انگیز تحریروں میں کمی کی بجائے اضافہ ہوا ہے اور بدستور قادیانی اخبارات، رسائل اخبار الفضل نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے آپ کی ذات اقدس کو بابا گرو نانک سے تشبیہ دی لیکن آج تک کوئی موثر کاروائی نہیں کی گئی۔

آخر پاکستان کے مسلمانوں کو اس دجالی فتنہ سے کب نجات ملے گی۔ اور مسلمانان پاکستان کی بے بسی کب ختم ہوگی؟

ہمیں امید ہے کہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو جو علماء کنونشن منعقد ہو رہی ہے اس میں یہ مسئلہ بھی زیر غور آئے گا۔ اور وہ علماء کرام جو اس کانفرنس میں شریک ہوں گے ان سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس مسئلہ کو کنونشن میں اولیت کا درجہ دے کر اہل اقتدار پر اپنا نقطہ نظر واضح کریں۔

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

افریقہ کے مشہور باغیچوں کی چائے
خوش ذائقہ ——— خوش رنگ
ہوٹلوں اور گھریلو استعمال کیلئے ہم سے خریدیں
کوہ نور ٹی کمپنی
۱۷- لی مارکیٹ کراچی - فون نمبر ۲۲۹۷۳۸

ملت اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ — ختم نبوت

منقبت

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

وقارِ دینِ حق، عدلِ مجسّم
امیر المؤمنین، فاروقِ اعظم

شناسا وہ رُموزِ وحیِ حق کے
وہ اسرارِ نبوت کے تھے محرم

دل و جاں سے وہ قرباں تھے نبیؐ پر
تھے اُن پر مہرباں شاہِ دو عالم

خدا سے ان کو مانگا تھا نبیؐ نے
مرادِ مصطفیٰؐ، فاروقِ اعظمؓ

لقب فاروق کا آقا نے بخشا
دلائل شرع و دیں میں انکے محکم

وہی امت میں ہیں بعد ابوبکرؓ
نبیؐ کے پیروؤں میں سب سے اکرم

کہا آقا نے، میرے بعد ہوتا
نبی کوئی تو، یہ مردِ مکرم

تھے عادل حکمراں، برحق خلیفہ
رعایا پر نظر رکھتے تھے ہر دم

جہانِ عدل میں فرمانروائی
ہے غازی آج تک ان کی مسلّم

مسلم غازی

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
Registered S. No. 3220

ختم نبوۃ زندہ باد

اسلام زندہ باد

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ﷺ

آل پاکستان ختم نبوت

دوسری سالانہ

عظیم الشان

کانفرنس ربوہ

بمقام
جامع مسجد ختم نبوۃ مسلم کالونی ربوہ

مؤرخہ
۲۷-۲۸ اکتوبر ۱۹۸۳ء
بروز جمعرات جمعہ

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک بھی سرگرم عمل ہے گزشتہ سال سے ربوہ جیسے شہر میں مجلس نے آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کی بنیاد ڈالی جو ایک تاریخی کانفرنس تھی امسال مذکورہ بالا تاریخوں میں پہلے سے بھی زیادہ شان و شوکت کے ساتھ آل پاکستان دوسری تاریخی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں کراچی سے لے کر پشاور تک کے جید علماء کرام، مشائخ عظام، دانشور، صحافی، قانون دان اور طلباء کے وفود ہزاروں در ہزاروں شرکت کر رہے ہیں۔ تمام اہل اسلام خصوصاً شمع ختم نبوت کے پروانوں سے پرزور اپیل ہے کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت سے والہانہ عقیدت اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے نہایت جوش و خروش کے ساتھ کانفرنس کو کامیاب کریں اور عرب و عجم کے علماء کرام کے نورانی خیالات اور ایمان افروز خطبات سے اپنے سینوں کو منور فرمائیں۔

معلومات اور رابطہ کیلئے

★ مرکزی دفتر استقبالیہ ختم نبوت کانفرنس مسلم کالونی ربوہ فون نمبر ۳۲۹ ★ فیصل آباد دفتر ہولک فون نمبر ۲۲۷۰۰
★ ملتان مرکزی دفتر فون نمبر ۴۳۳۰ ★ پشاور مولانا نور الحق نور ۶۲۰۳۹ ★ ڈیرہ اسماعیل خان مدرسہ نعمانیہ فون نمبر ۳۹۲۲
★ اسلام آباد دفتر ختم نبوت فون نمبر ۲۹۱۸۹ ★ سیالکوٹ ملک فضل الٰہی فون نمبر ۲۲۶۳
★ گوجرانوالہ فون نمبر ۳۲۲۶ ★ بہاولپور حاجی سیف الرحمٰن ۲۸۸۹ ★ بہاولنگر قاری عبد الغفور فون نمبر ۵۵۳
★ ڈیرہ غازی خان صوفی اللہ وسایا فون نمبر ۱۱ ★ کوئٹہ مولانا منیر الدین فون نمبر ۷۰۳۸۶
★ ٹنڈو آدم مولانا محمد میاں حمادی ★ کراچی دفتر ختم نبوت فون نمبر ۷۱۲۷۰ ★ لاہور حاجی بخت اختر فون ۳۱۹۵

سیکرٹری استقبالیہ
حضرت مولانا
اللہ وسایا
ربوہ

صدر استقبالیہ
حضرت مولانا
محمد اشرف ہمدانی
فیصل آباد

شعبہ نشر و اشاعت: مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

ڈیولکس دفتر کتابت نشاط ہوٹل بالمقابل بھوانہ بازار فیصل آباد